ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 4, Issue 3, 2025 ISSN-L (Online): 3006-6638

خنثیٰ اور ٹرانسجینڈر کے مسائل: اسلامی فقہ، پاکستانی و بین الاقوامی قوانین و سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Dr. Syed Muhammad Haroon Bukhari
mefbukhari@gmail.com
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan

Hafiz Shahid Zohaib
drshahidzohaib@gmail.com
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan
Corresponding Author: * Dr. Syed Muhammad Haroon Bukhari mefbukhari@gmail.com
Received: 12-06-2025 **Revised:** 18-07-2025 **Accepted:** 02-08-2025 **Published:** 22-08-2025

ABSTRACT
خلاصہ
یہ تحقیقی مقالہ پاکستان میں 2018ء کے "ٹرانسجینڈر ایکٹ" اور اس کے دینی، سماجی، قانونی اور سائنسی مضمرات کا تفصیلی مطالعہ ہے۔ اس مضمون میں ٹرانسجینڈر کی پانچ اقسام کا فقہی تجزیہ پیش کیا گیا ہے جنہیں کلاسیکی فقہ میں "خنثیٰ" اور اس کی ذیلی اقسام کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مضمون میں ان افراد کے حقوق، وراثتی مسائل، معاشرتی پہلو اور فقہی اصولوں کا بیان کیا گیا ہے، نیز پاکستان کے موجودہ قانونی ڈھانچے اور بین الاقوامی قوانین کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔
سائنسی تحقیقات کی روشنی میں intersex (خنثیٰ) اور transgender کے درمیان فرق کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی فقہ "خنثیٰ غیر مشکل" اور "خنثیٰ مشکل" کے مسائل کے حل کے لیے واضح اصول فراہم کرتی ہے، جبکہ جدید قانون سازی بعض پہلوؤں میں مذہبی و سماجی اقدار سے متصادم نظر آتی ہے۔

This research article provides a detailed study of Pakistan's 2018 "Transgender Persons (Protection of Rights) Act" and its religious, social, legal, and scientific implications. It analyzes the five categories of transgender identities discussed in classical Islamic jurisprudence under the term khunthā (intersex) and its subtypes. The article explores issues of inheritance, rights, and social integration while comparing the Islamic legal framework with Pakistan's legislative context and international law. In light of scientific findings, the distinction between intersex and transgender identities is clarified. The study concludes that Islamic jurisprudence offers clear principles for resolving the issues of khunthā ghayr mushkil and khunthā mushkil, whereas modern legislation sometimes conflicts with established religious and cultural norms.
کلیدی الفاظ (Keywords):
Gender Identity، Intersex، خنثیٰ، ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018ء، اسلامی فقہ، وراثت، بین الاقوامی قانون،

مقدمہ INTRODUCTION
پاکستان میں سن 2018ء میں پاس ہونے والا "ٹرانسجینڈر ایکٹ" ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ایک نمایاں قانون سازی کے طور پر سامنے آیا۔ اس ایکٹ کا مقصد بظاہر ٹرانسجینڈر افراد کے بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ، ان کی فلاح و بہبود، اور سماجی بحالی کو یقینی بنانا تھا۔ تاہم، اس قانون نے اپنے آغاز ہی سے مختلف علمی، فقہی، سماجی اور مذہبی حلقوں میں شدید بحث کو جنم دیا۔اسلامی تہذیب میں "خواجہ سرا" یا "ہیجڑا" کی شناخت تاریخی طور پر پائی جاتی ہے، لیکن فقہی کتب میں ان کے لیے جو اصطلاح استعمال کی گئی ہے وہ "خنثیٰ" ہے۔ فقہا نے "خنثیٰ غیر مشکل" اور "خنثیٰ مشکل" کے نام سے دو بنیادی اقسام بیان کی ہیں اور ان کے احکام بالخصوص وراثت، نکاح، اور معاشرتی زندگی سے متعلق تفصیلی اصول وضع کیے ہیں۔ اس پس منظر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پاکستان کا موجودہ "ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018ء" فقہی اور دینی رہنمائی کے مطابق ہے یا اس سے متصادم ہے؟

یہ تحقیق دراصل انہی سوالات کا احاطہ کرتی ہے۔ اس میں پانچ اہم پہلوؤں پر غور کیا گیا ہے:

1۔ قانونی پہلو: ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018ء کس پس منظر میں پیش کیا گیا، کن سیاسی جماعتوں اور شخصیات نے اس کی حمایت یا مخالفت کی، اور اس وقت عدالتوں میں اس پر کس نوعیت کی بحث جاری ہے۔

2۔ تعریفات اور اقسام: "ٹرانسجینڈر"، "انٹر سیکس"(Intersex) ، "خواجہ سرا"، "کراس ڈریسرز"(Cross-dressers) ، "نان بائنری" اور "ٹرانس سیکشول" جیسے اصطلاحات میں کیا فرق ہے اور عالمی سطح پر ان کا کیا تصور لیا جاتا ہے۔

3- اسلامی فقہ کی روشنی میں تجزیہ: قرآن و سنت اور کلاسیکی فقہی مصادر میں خنثیٰ اور ان سے متعلقہ مسائل کا کیا حل پیش کیا گیا ہے، اور کیا اسلام نے ان کے لیے کوئی واضح قانون فراہم کیا یا نہیں۔
4- سائنسی و میڈیکل پہلو: جدید طب کے مطابق کیا واقعی مرد اور عورت کی جنس کو مکمل طور پر بدلنا ممکن ہے؟ سرجری اور ہارمونز کے ذریعے جنس کی تبدیلی کے دعوے کس حد تک حقیقت پر مبنی ہیں؟
5- سماجی و بین الاقوامی تناظر: پاکستان کے اس قانون کا بین الاقوامی قوانین، انسانی حقوق کے چارٹرز، اور مغربی دنیا کے قوانین کے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے، اور پاکستانی معاشرت پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔
یہ مضمون اس نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے کہ اسلامی فقہ نے خنثیٰ اور اس جیسے معاملات میں جو رہنمائی فراہم کی ہے وہ نہ صرف مکمل ہے بلکہ معاشرتی فلاح اور عدل کے اصولوں سے ہم آہنگ بھی ہے۔ اس کے برعکس، پاکستان میں پاس ہونے والا ٹرانسجینڈر ایکٹ بعض پہلوؤں سے اسلامی تعلیمات اور مقامی معاشرتی اقدار کے ساتھ ہم آہنگ دکھائی نہیں دیتا۔ یہی تضاد اس موضوع کو تحقیق کے قابل بناتا ہے۔

پاکستان میں ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018ء: پس منظر و قانونی تجزیہ

پس منظر:
پاکستان میں ٹرانسجینڈر افراد کے حقوق پر بحث سن 2009ء میں سپریم کورٹ کے ایک فیصلے کے بعد شدت اختیار کر گئی، جس میں کہا گیا کہ خواجہ سرا یا ٹرانسجینڈر افراد بھی دیگر شہریوں کی طرح بنیادی حقوق کے مساوی حقدار ہیں (1)۔ اس فیصلے کے بعد ریاستی اداروں کو ان افراد کی شناخت کے باضابطہ اندراج اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ہدایت کی گئی۔ اس عدالتی فیصلے اور سماجی دباؤ کے نتیجے میں 2018ء میں "ٹرانسجینڈر ایکٹ" نافذ کیا گیا، جسے ملک کی تاریخ میں انسانی حقوق کے حوالے سے ایک نمایاں پیش رفت قرار دیا گیا (2).

تعریفات اور خود تعین کا حق:
قانون میں "ٹرانسجینڈر پرسن" کی تعریف میں انٹر سیکس (خنثیٰ) افراد، وہ افراد جو پیدائشی طور پر یا بعد میں جنسی تبدیلی سے گزریں، اور وہ افراد جن کی صنفی شناخت پیدائش کے وقت دی گئی جنس سے مختلف ہو، سب کو شامل کیا گیا (3)۔ اس قانون کا سب سے انقلابی پہلو یہ تھا کہ صنفی شناخت کے تعین کو مکمل طور پر فرد کی اپنی مرضی اور احساس پر چھوڑ دیا گیا، اور اس کے لیے کسی میڈیکل بورڈ یا بیرونی ادارے کی تصدیق لازمی قرار نہیں دی گئی (4)۔
حقوق اور تحفظ:
ایکٹ میں ٹرانسجینڈر افراد کو سرکاری دستاویزات مثلاً قومی شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور ڈرائیونگ لائسنس میں اپنی شناخت درج کروانے کا حق دیا گیا (5)۔ مزید یہ کہ روزگار، تعلیم، صحت، جائیداد اور وراثت میں ان کے ساتھ امتیازی سلوک کو خلافِ قانون قرار دیا گیا (6)۔
بین الاقوامی تناظر:
یہ قانون کئی حوالوں سے بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدوں اور اصولوں سے ہم آہنگ تھا، مثلاً "یوجیاکارٹا پرنسپلز" میں بیان کردہ جنسی شناخت کے حق کے تصور سے (7)۔ تاہم بعض ماہرین کے نزدیک اس قانون میں انٹر سیکس اور ٹرانسجینڈر کے مابین فرق کو نظر انداز کیا گیا، جس سے فقہی اور قانونی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں (8)۔
ترامیم اور عدالتی چیلنجز:
بعد ازاں 2021ء اور 2022ء میں اس قانون میں ترامیم تجویز کی گئیں، جن کا مقصد "خود تعین" کی شق کو محدود کرنا تھا (9)۔ اس کے بعد 2023ء میں وفاقی شرعی عدالت نے فیصلہ دیا کہ ایکٹ کی بعض دفعات اسلامی احکام سے متصادم ہیں، بالخصوص وہ دفعات جو خود ساختہ صنفی شناخت کو تسلیم کرتی ہیں (10)۔ اس فیصلے نے ایک بار پھر اس قانون کو شدید بحث و تنقید کا مرکز بنا دیا۔

اسلامی فقہ میں خنثی اور ٹرانسجینڈر کے احکام

1- خنثی کی تعریف اور فقہی اقسام:
اسلامی فقہ میں خنثی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں بیک وقت مرد و عورت دونوں کی علامات موجود ہوں یا دونوں کی علامات غیر واضح ہوں۔ اس کو خنثی مشکل کہا جاتا ہے۔ اگر کسی میں صرف غالب علامات ہوں تو اسے خنثی غیر مشکل کہا جاتا ہے۔
قرآن مجید نے عمومی اصول دیا ہے کہ انسان مرد و عورت کے دو ہی اقسام میں پیدا کیا گیا ہے: "وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى" (النجم: 45)۔
فقہا نے اس اصول کے تحت خنثی کو اصل میں یا تو مرد یا عورت ماننے کی کوشش کی ہے، اور علامات غالب آنے پر اسی کے مطابق حکم دیا ہے۔[1]
2- وراثت کے احکام:

اگر خنثی کی جنس واضح نہ ہو تو اسے وراثت میں کبھی مرد کا حصہ اور کبھی عورت کا حصہ مکمل نہیں دیا جاتا، بلکہ کم از کم حصہ دیا جاتا ہے تاکہ زیادتی کا احتمال ختم ہو۔[2]

مثال: اگر کسی خنثی کے ساتھ بھائی اور بہن ہوں، تو بہن کی طرح ایک حصہ دے دیا جائے، کیونکہ اگر وہ مرد ہوا تو زیادہ حق رکھتا ہوگا، لیکن کم از کم عورت کا حصہ یقینی ہے۔

3۔ نکاح کے مسائل:

خنثی غیر مشکل اگر مرد یا عورت کی علامات غالب ہوں تو وہ نکاح کرسکتا/سکتی ہے۔

خنثی مشکل کے لیے نکاح اس وقت تک منع ہے جب تک جنس واضح نہ ہو، تاکہ اختلاطِ نسب نہ ہو۔[3]

4۔ نماز و عبادات کے مسائل:

اگر کسی خنثی میں عورت کی علامات غالب ہوں تو وہ عورتوں کی صف میں کھڑا ہوگا، ورنہ مردوں کی صف میں۔

حجاب اور پردے کے احکام بھی اسی غالب جنس کے مطابق ہوں گے۔[4]

5۔ موجودہ دور کا مسئلہ: ٹرانسجینڈر افراد:

ٹرانسجینڈر (Transgender) جدید اصطلاح ہے۔ اس کے تحت دو بڑے گروہ آتے ہیں:

1۔ وہ جو پیدائشی طور پر خنثی ہوں(Intersex) ۔

2۔ وہ جو اپنی جنس تبدیل کرواتے ہیں یا خود کو مختلف جنس کے طور پر شناخت کرتے ہیں۔

(الف) خنثی اور انٹر سیکس کے احکام:

یہ وہی ہیں جو فقہاء نے خنثی مشکل اور غیر مشکل کے تحت بیان کیے۔ ان کے لیے جنس غالب آنے پر ہی احکام نافذ ہوں گے۔[5]

(ب) جنس کی مصنوعی تبدیلی(Gender Reassignment Surgery)

اگر پیدائشی طور پر خنثی ہے اور آپریشن کے ذریعے اس کی اصل جنس واضح کی جاتی ہے، تو یہ فقہی طور پر جائز ہے۔[6]

لیکن اگر کوئی مرد یا عورت محض خواہش یا نفسیاتی رجحان کی وجہ سے اپنی جنس تبدیل کرے تو یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ اللہ کی تخلیق کو بگاڑنا ہے (وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ النساء: 119)۔[7]

6۔ پاکستانی اور معاصر فقہی موقف:

پاکستان میں ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018 کے بعد فقہی سطح پر بحث بڑھ گئی۔

بیشتر علما کا موقف ہے کہ:

پیدائشی خنثی کے حقوق (وراثت، نکاح، شناخت) کا تحفظ شریعت بھی کرتی ہے۔

لیکن محض جنس کی تبدیلی یا اپنی شناخت خود متعین کرنا شریعت میں درست نہیں۔[8]

خلاصہ:

خنثی کو اصل میں مرد یا عورت میں سے کسی ایک کے قریب مان کر احکام دیے جائیں گے۔

خنثی مشکل کی صورت میں فقہا نے "احتیاطی اصول" اپنایا ہے۔

ٹرانسجینڈر افراد میں اگر کوئی پیدائشی خنثی ہے تو اس کے حقوق کا تحفظ واجب ہے۔

لیکن جنس کی مصنوعی تبدیلی خواہش یا رجحان کی بنیاد پر شریعت میں ناجائز ہے۔

حوالہ جات:

1. ابن قدامہ، المغنی، ج6، ص153۔
2. امام سرخسی، المبسوط، ج29، ص147۔
3. امام کاسانی، بدائع الصنائع، ج2، ص331۔
4. امام نووی، المجموع، ج4، ص213۔
5. ابن عابدین، رد المحتار، ج4، ص292۔
6. مجمع الفقہ الاسلامی، قرار رقم 31 (دورہ 1989)۔
7. تفسیر قرطبی، النساء: 119۔
8. ڈاکٹر طاہر القادری، "خنثی و مخنث کے احکام"، مجموعہ فتاویٰ منہاج القرآن، ج4، ص562۔

1. Supreme Court of Pakistan. Constitution Petition No. 43 of 2009 (Dr. Muhammad Aslam Khaki and others vs. SSP Rawalpindi and others). Judgment, 2009.
2. Government of Pakistan. The Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018. Islamabad: National Assembly of Pakistan, 2018.
3. Ibid., Section 2 (Definitions).
4. Ibid., Section 3 (Recognition of Identity).
5. Ibid., Section 4 (Right to Identity on Official Documents).
6. Ibid., Section 5–8 (Prohibition of Discrimination, Right to Education, Employment, Health, and Property).

7. International Commission of Jurists (ICJ). The Yogyakarta Principles: Principles on the Application of International Human Rights Law in Relation to Sexual Orientation and Gender Identity. Geneva: ICJ, 2007.
8. Zia, Afiya Shehrbano. "Faith-Based Politics, Trans Rights, and the Limits of Legal Reform in Pakistan." Journal of International Women's Studies 22, no. 5 (2021): 45–62.
9. Government of Pakistan. Amendments Proposed to the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018. Parliamentary Debates, 2021–2022.
10. Federal Shariat Court of Pakistan. Judgment on Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018. Islamabad: FSC, May 2023.

ٹرانسجینڈر ایکٹ کے قانونی و سماجی اثرات

1۔ آئینی و شریعت سے متصادم پہلو:
پاکستان کا آئین واضح طور پر قرآن و سنت کو قانون سازی کا معیار قرار دیتا ہے (آرٹیکل 227)۔ چنانچہ ایسا کوئی قانون جو اسلامی احکام کے منافی ہو، وہ آئین سے بھی متصادم ہوگا۔ ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018 میں یہ گنجائش دی گئی کہ کوئی بھی شخص اپنی جنس (Gender) خود اپنی مرضی سے طے کر سکتا ہے، خواہ وہ میڈیکل حقیقت یا پیدائشی ساخت سے مطابقت نہ رکھے [1]۔ یہ اصول شریعت کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ اسلام میں مرد و عورت کی تقسیم حیاتیاتی (biological) بنیاد پر ہے، نہ کہ نفسیاتی یا معاشرتی خواہش پر [2]۔

2۔ خاندان اور وراثت پر اثرات:
اس قانون کے تحت اگر کوئی شخص اپنی شناخت "خاتون" درج کروا دے، تو اسے قانونی طور پر عورت کے تمام حقوق حاصل ہوں گے، جیسے وراثت میں حصہ، نکاح میں فریق بننے کا حق وغیرہ۔ اس سے وراثتی نظام شدید متاثر ہوگا اور ناجائز دعوے جنم لیں گے [3]۔ مثلاً ایک حیاتیاتی مرد اپنی شناخت بدل کر "عورت" لکھوا کر بہنوں کے برابر حصہ مانگ سکتا ہے، جو سراسر زیادتی ہے۔

3۔ نکاح اور عائلی قوانین پر اثرات:
اسلامی قانون کے مطابق نکاح صرف مرد اور عورت کے درمیان ہوتا ہے۔ اگر جنس کی بنیاد محض Self-perceived Identity پر رکھی جائے تو ایک مرد اپنی شناخت "عورت" کے طور پر درج کروا کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتا ہے، جس کا راستہ اس قانون نے بالواسطہ کھول دیا ہے [4]۔ یہ نہ صرف شریعت بلکہ معاشرتی اقدار کے بھی خلاف ہے۔

4۔ معاشرتی بگاڑ اور مغربی ایجنڈا:
ٹرانسجینڈر ایکٹ میں جو تعریفات اور حقوق درج کیے گئے وہ زیادہ تر اقوامِ متحدہ اور مغربی NGOs کے دباؤ کا نتیجہ ہیں [5]۔ ان کا مقصد دراصل پاکستان میں LGBT ایجنڈے کی راہ ہموار کرنا تھا۔ چنانچہ "Transgender" کے زمرے میں نہ صرف خواجہ سرا (intersex) کو شامل کیا گیا بلکہ "Gender Identity" کے نام پر ہر شخص کو اپنی خواہش کے مطابق جنس بدلنے کا حق دے دیا گیا، جو کہ مغربی فکر کی عکاسی ہے، اسلامی نہیں [6]۔

5۔ سماجی اضطراب اور خاندانی نظام کا خطرہ
پاکستان جیسے روایتی معاشرے میں خاندان بنیادی اکائی ہے۔ اگر جنس کی بنیاد پر ہی ابہام اور الجھن پیدا ہو جائے تو خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگا۔ بچوں کی پرورش، نکاح کے ادارے اور وراثتی معاملات شدید انتشار میں مبتلا ہو جائیں گے [7]۔

حوالہ جات:

[1] The Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 – Section 2(n), Section 3.
[2]القرآن، سورۃ الحجرات: 13؛ سورۃ النساء: 1۔
[3]مجلہ تحقیقات اسلامی، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 2020۔
[4]دارالافتاء جامعۃ الازہر، فتویٰ نمبر 221/2019 "Gender Identity in Shariah." –
[5] UNDP Report on Transgender Rights in Pakistan, 2017۔
[6]ڈاکٹر طاہر القادری، فتاویٰ منہاج القرآن، جلد: 6، باب: احکامِ خنثیٰ۔
[7] پروفیسر محمد شفیق، "پاکستانی معاشرت میں مغربی ایجنڈا"، جامعہ پنجاب ریسرچ جرنل، 2021۔

جدید میڈیکل سائنس اور فقہی استنباط

اسلامی فقہ ہمیشہ سائنسی حقائق کو نظر انداز نہیں کرتی، بلکہ نئے انکشافات کی روشنی میں شرعی اصولوں کو بروئے کار لا کر مسائل کا حل تلاش کرتی ہے۔ ٹرانسجینڈر (Transgender) کے مسئلے میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔

1۔ میڈیکل سائنس کے جدید انکشافات
موجودہ میڈیکل ریسرچ کے مطابق ٹرانسجینڈر کی کئی اقسام ہیں:
1) Intersex (خنثیٰ): وہ جن کے جنسی اعضا میں پیدائشی ابہام یا دونوں خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

2: Gender Dysphoria. وہ افراد جو بایولوجیکلی مرد یا عورت ہوتے ہیں لیکن اپنی نفسیاتی و ذہنی کیفیت کے اعتبار سے خود کو دوسرے جنس سے تعلق رکھنے والا سمجھتے ہیں۔
3: Chromosomal Disorders. مثلاً Klinefelter Syndrome (XXY) یا Turner Syndrome (XO) وغیرہ۔
جدید سائنس ان صورتوں میں جینیاتی، ہارمونی، اور ماہرینِ نفسیات کی مدد سے تشخیص کرتی ہے۔
(ریفرنس: American Psychiatric Association, DSM-5, 2013) [1]
(ریفرنس: Lee, P.A. et al. "Consensus Statement on Intersex Disorders." Pediatrics, 2006) [2]

2۔ فقہی اصول اور ان کی تطبیق

فقہائے اسلام نے خنثیٰ کے مسئلے پر تفصیلی ابواب قائم کیے ہیں۔ مثلاً:
خنثیٰ کی پہچان بچپن میں پیشاب کے ذریعہ کی جاتی تھی۔
اگر بالغ ہونے کے بعد علامات (مثلاً حیض یا منی کا خروج) ظاہر ہوں تو اسی کے مطابق صنف طے کی جاتی۔
اگر علامات متضاد ہوں تو ایسے شخص کو خنثیٰ مشکل کہا جاتا۔
(ریفرنس: ابن قدامہ، المغنی، ج 6، ص 153)[3]
(ریفرنس: امام سرخسی، المبسوط، ج 30، ص 26)[4]
آج چونکہ میڈیکل سائنس کروموسومز، جینز اور ہارمونی ٹیسٹ کے ذریعے صنف کی وضاحت کر سکتی ہے، اس لیے فقہ کا اصول "الحکم یدور مع علته وجوداً وعدماً" (حکم علت کے ساتھ گھومتا ہے) بروئے کار آتا ہے۔ یعنی:
اگر سائنس واضح طور پر جنس کی تعیین کر دے تو فقہی حکم اسی پر مبنی ہوگا۔
اگر ابہام باقی رہے تو فقہی اصول خنثیٰ مشکل پر لاگو ہوگا۔

3۔ جنس کی تبدیلی (Gender Reassignment Surgery)

اسلامی فقہ میں دو صورتوں کا فرق ضروری ہے:
1۔ اصلاحی (Corrective) Surgery: اگر کسی میں پیدائشی ابہام ہو (Intersex) اور ڈاکٹروں کی تحقیق کے بعد غالب جنس متعین ہو تو سرجری جائز ہے۔
(ریفرنس: قرار مجمع الفقہ الاسلامی، جدہ، 1989)[5]
2۔ اختیاری تبدیلی (Elective Surgery for Gender Dysphoria): یعنی جب کوئی نارمل مرد یا عورت اپنے احساسات یا خواہش کی بنا پر جنس بدلوانا چاہے تو یہ ناجائز اور غیر شرعی ہے، کیونکہ یہ "تبدیلِ خلق اللہ" کے زمرے میں آتا ہے۔
(ریفرنس: قرآن، النساء: 119)[6]

4۔ اسلامی ریاست اور قانون سازی

پاکستان میں Transgender Persons (Protection of Rights) Act 2018 منظور ہوا، جس نے صنفی شناخت کو ذاتی دعوے کی بنیاد پر تسلیم کرنے کا حق دیا۔
تاہم علما نے اس پر اعتراض کیا کہ اس قانون نے خنثیٰ اور Gender Dysphoria میں فرق نہیں کیا، جس سے سماجی اور شرعی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں۔
(ریفرنس: اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، سفارشات 2022)[7]

5۔ خلاصہ فقہی استنباط

اگر کوئی شخص پیدائشی ابہام (Intersex) کا شکار ہو تو جدید میڈیکل سائنس کی تشخیص معتبر ہوگی اور شرعی احکام اسی کے مطابق لاگو ہوں گے۔
اگر کوئی شخص صرف نفسیاتی طور پر اپنی جنس تبدیل کرنا چاہے تو یہ ناجائز ہے۔
اسلامی قانون کو چاہیے کہ وہ ان دونوں کی واضح تفریق کرے تاکہ نہ خنثیٰ افراد پر ظلم ہو اور نہ خواہش پر مبنی جنس تبدیلی کو فروغ ملے۔

حوالہ جات:

1. American Psychiatric Association. Diagnostic and Statistical Manual of Mental Disorders: DSM-5. 5th ed. Washington, DC: American Psychiatric Publishing, 2013.
2. Lee, Peter A., Christopher P. Houk, Stephen F. Ahmed, and Ieuan A. Hughes, on behalf of the International Consensus Conference on Intersex. "Consensus Statement on Management of Intersex Disorders." Pediatrics 118, no. 2 (2006): e488–e500. https://doi.org/10.1542/peds.2006-0738.
3. Ibn Qudāmah, Muwaffaq al-Dīn. Al-Mughnī. Vol. 6. Cairo: Dār al-Ḥadīth, n.d.
4. Al-Sarakhsī, Shams al-Dīn. Al-Mabsūṭ. Vol. 30. Beirut: Dār al-Maʿrifa, 1993.
5. Majmaʿ al-Fiqh al-Islāmī (OIC). Qarārāt wa-Tawṣiyāt: Qarār fī Masʾalat Jirāḥat Taṣḥīḥ al-Jins li-l-Khunthā. Jeddah: OIC, 1989.

6. The Qur’an. Sūrat al-Nisāʾ, 4:119.
7.Islamic Ideological Council of Pakistan. Recommendations on the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018. Islamabad: Council of Islamic Ideology, 2022.

ٹرانسجینڈر (مخنث) کے سماجی و معاشی حقوق: اسلامی نقطۂ نظر

1. انسانیت کی بنیاد پر مساوات

اسلام نے ہر انسان کو صرف انسان ہونے کے ناطے عزت اور تکریم بخشی ہے:

" <وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ" (بنی اسرائیل: 70)[1]

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کو عزت بخشی ہے، چاہے وہ مرد ہوں، عورتیں ہوں یا مخنث (Intersex / Transgender)۔

2۔"مخنث" کا تصور اسلامی فقہ میں

احادیث اور فقہاء کی کتب میں "مخنث (Intersex) "کا ذکر موجود ہے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایسے افراد موجود تھے جنہیں "مخنث" کہا جاتا تھا [2]۔

فقہاء نے انہیں دو اقسام میں تقسیم کیا:

مخنثِ غیرِ مشکل: جس کی علامات زیادہ تر مرد یا عورت کی طرف ہوں۔

مخنثِ مشکل: جس میں دونوں کی علامات پائی جائیں یا فیصلہ مشکل ہو۔[3]

یہ تقسیم فقہی اعتبار سے ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

3. وراثت میں حق

فقہائے اسلام نے مخنث کے لیے وراثت کا حصہ مقرر کیا ہے۔

اگر مخنث کی علامات زیادہ مرد کی طرف ہوں تو مرد کے حصے کے مطابق وراثت پائے گا۔

اگر زیادہ عورت کی طرف ہوں تو عورت کے حصے کے مطابق۔

اگر فیصلہ مشکل ہو تو "نصف من الطرفین" یعنی دونوں حصوں کے درمیان درمیانہ حق دیا جائے گا۔[4]

یہ اصول شریعت کے عادلانہ اور مساویانہ نظام کی نشانی ہے۔

4. نکاح کا معاملہ

اسلامی فقہ میں مخنث کے نکاح کے حوالے سے تفصیل ملتی ہے۔

اگر کسی میں مردانہ غلبہ ظاہر ہو جائے تو وہ عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔

اگر زنانہ پہلو غالب ہو تو وہ مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

اگر معاملہ غیر واضح ہو تو نکاح سے روکا جائے گا تاکہ "اختلاطِ نسب" کا خطرہ نہ ہو۔[5]

5. معاشرتی مقام اور عزت

رسول اللہ ﷺ نے ایسے مخنثین کو جو اپنی فطرت میں معذور تھے (یعنی غیر ارادی طور پر عورتوں سے میل رکھتے تھے) عورتوں کے پاس آنے کی اجازت دی تھی، لیکن جو جان بوجھ کر عورتوں کے انداز اختیار کرتے تھے ان پر ناراضی فرمائی [6]۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے فطری مجبوری کو معذرت کے ساتھ قبول کیا ہے لیکن بناوٹ اور فحاشی کو ناپسند کیا ہے۔

6. روزگار اور معاشی حق

اسلام نے ہر انسان کو محنت مزدوری اور روزگار کے ذریعے عزت کی زندگی گزارنے کی اجازت دی ہے۔

حدیث:

" <ما أكل أحد طعامًا قط خيرًا من أن يأكل من عمل يده" (بخاری، حدیث: 2072)[7]

یعنی "کسی نے کبھی ایسا کھانا نہیں کھایا جو اپنی محنت سے کھائے گئے کھانے سے بہتر ہو۔"

یہ اصول ٹرانسجینڈر افراد پر بھی لاگو ہوتا ہے کہ وہ محنت مزدوری کے ذریعے معاش کمائیں اور ریاست ان کے روزگار کے مواقع فراہم کرے۔

7. پاکستانی عدالتوں اور علماء کے فیصلے

پاکستان میں سپریم کورٹ نے 2009ء کے بعد کئی فیصلوں میں خواجہ سرا کمیونٹی کو شناختی کارڈ، وراثت اور روزگار کے حقوق دینے کا حکم دیا [8]۔

علماء نے بھی اس کی تائید کی کہ چونکہ شریعت میں مخنث کا حق تسلیم شدہ ہے، لہٰذا جدید معاشروں میں بھی اس کو قانونی حیثیت ملنی چاہیے۔

حوالہ جات

[1]القرآن، سورۃ بنی اسرائیل، آیت 70
[2]صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من دخول المتشبهين بالنساء على المرأة
[3]ابن قدامہ، المغنی، ج 6، ص 163
[4]سرخسی، المبسوط، ج 29، ص 164

[5]النووی، روضة الطالبین، ج 7، ص 82
[6]صحیح بخاری، کتاب النکاح، حدیث: 5235
[7]صحیح بخاری، کتاب البیوع، حدیث: 2072
[8] سپریم کورٹ آف پاکستان، PLD 2009 SC 217 (Transgender Rights Case)

اسلامی اصول عدل و مساوات میں ٹرانسجینڈر کے سیاسی حقوق

اسلام نے ہر انسان کو انسانیت کی بنیاد پر عزت، حرمت اور عدل کا حق دیا ہے:
قرآن کہتا ہے: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ (الاسراء: 70)
ترجمہ: "بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔"
→اس آیت میں تمام انسان شامل ہیں خواہ وہ مرد ہوں، عورتیں یا خنثی۔[1]
سیاسی حق کے طور پر اسلام میں مشاورت (شوریٰ) کا اصول ہے: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ﴾ (الشوری: 38)
→اس میں سب اہل الرائے افراد شامل ہیں، اور اصولی طور پر ٹرانسجینڈر بھی اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔[2]
نبی کریم ﷺ نے اقلیتوں، کمزور طبقات اور مظلوم افراد کو عدل سے حصہ دینے کی تعلیم دی (ابو داود، حدیث 3052)۔[3]
→اس سے استنباط کیا گیا ہے کہ ٹرانسجینڈر کمیونٹی کو بھی معاشرتی و سیاسی عمل میں شرکت کا حق ہے۔

2۔ شریعت کے تناظر میں قانونی تحفظات

فقہاء نے واضح کیا کہ خنثی کی شہادت عدالتی معاملات میں معتبر ہے (ابن قدامہ، المغنی، ج9، ص 119)۔[4]
→اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹرانسجینڈر کو عدالتی و قانونی حقوق حاصل ہیں۔
اسلامی عدالتوں میں ان کے لیے جنس کے مطابق وراثتی حقوق (جیسا کہ پچھلے حصے میں بیان ہوا) متعین کیے گئے ہیں۔[5]
امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے فقہی اصول کے مطابق حدود، تعزیرات اور دیات میں ٹرانسجینڈر کو باقی انسانوں کے برابر سمجھا جاتا ہے۔[6]
→اس سے ظاہر ہے کہ قانون کے سامنے سب برابر ہیں۔

3۔ عصر حاضر میں فقہی و ریاستی ذمہ داریاں

پاکستان کی سپریم کورٹ نے 2009–2012 کے فیصلوں میں ٹرانسجینڈر کو شناختی کارڈ، ووٹ اور جائیداد کے حقوق دینے کا حکم دیا۔[7]
اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی تسلیم کیا کہ "خواجہ سرا شہری حقوق میں برابر کے حقدار ہیں"۔[8]
معاصر علماء جیسے ڈاکٹر طاہر القادری فرماتے ہیں کہ:
"ٹرانسجینڈر کو ووٹ ڈالنے، الیکشن لڑنے اور اپنے نمائندے منتخب کرنے کے مساوی حقوق حاصل ہیں کیونکہ اسلام نے کسی کو سیاسی عمل سے محروم نہیں رکھا" (خطباتِ طاہر، ج4، ص 223)۔[9]

خلاصہ:
اسلامی تعلیمات کے مطابق ٹرانسجینڈر افراد:
ووٹ دینے اور نمائندے منتخب کرنے کا حق رکھتے ہیں۔
الیکشن لڑنے اور شوریٰ یا اسمبلی میں شامل ہونے کے اہل ہیں۔
قانونی تحفظ (عدالت میں شہادت، وراثت، تعزیرات) کے مستحق ہیں۔
ریاست پر لازم ہے کہ ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے واضح قانون سازی کرے۔

حوالہ جات:

1. القرآن، الاسراء: 70
2. القرآن، الشوری: 38
3. سنن ابی داود، حدیث: 3052
4. ابن قدامہ، المغنی، ج9، ص 119
5. السرخسی، المبسوط، ج30، ص 167
6. بدائع الصنائع، ج7، ص 129
7. سپریم کورٹ پاکستان، PLD 2012 SC 382
8. اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹ، 2013
9. طاہر القادری، خطباتِ طاہر، ج4، ص 223

ٹرانسجینڈر کے حقوق: عالمی قوانین اور اسلامی نقطۂ نظر

1۔ اقوام متحدہ اور عالمی انسانی حقوق کے چارٹر میں ٹرانسجینڈر کے حقوق:
اقوام متحدہ (UN) نے 1948ء میں "آفاقی اعلامیہ برائے انسانی حقوق - (Universal Declaration of Human Rights " (UDHRمنظور کیا، جس کے مطابق ہر انسان بغیر کسی امتیاز کے برابر حقوق کا حامل ہے۔ اس میں واضح طور پر کہا گیا:
> "All human beings are born free and equal in dignity and rights" (UDHR, Article 1). [1]

یہاں "بغیر کسی امتیاز (without distinction)" کا اصول شامل ہے، جسے بعد میں صنفی امتیاز (gender identity) تک وسعت دی گئی۔ اسی بنیاد پر بعد کے عالمی معاہدات، جیسے "International Covenant on Civil and Political Rights (ICCPR, 1966)" [2] اور "Convention on the Elimination of All Forms of Discrimination Against Women (CEDAW, 1979)" [3]میں بھی صنفی مساوات پر زور دیا گیا۔
21ویں صدی میں UN Human Rights Council نے "Transgender Rights" کو الگ حیثیت سے تسلیم کیا اور Yogyakarta Principles (2006)کو بنیادی حوالہ بنایا۔ ان اصولوں کے مطابق:
ٹرانسجینڈر افراد کو اپنی صنفی شناخت (gender identity) کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔[4]
صحت، تعلیم، روزگار اور شادی میں کسی قسم کی جبری پابندی یا امتیاز روا نہیں رکھا جا سکتا۔[5]
قانونی دستاویزات (شناختی کارڈ، پاسپورٹ) میں اپنی پسند کی جنس درج کروانے کا حق بھی دیا گیا۔[6]
مزید یہ کہ UNDP (United Nations Development Programme) اور WHO (World Health Organization) نے اپنی رپورٹس میں واضح کیا کہ ٹرانسجینڈر افراد کے خلاف سماجی تعصب (stigma) اور تشدد عالمی سطح پر انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے۔[7]

2۔ مغربی معاشروں میں ٹرانسجینڈر کے حقوق کی وسعت:
مغربی ممالک خصوصاً یورپ اور امریکہ نے ٹرانسجینڈر کو "تیسری جنس" کے بجائے "self-identified gender" کے طور پر تسلیم کیا۔ اس کے تحت:
امریکہ میں Supreme Court نے 2020ء میں فیصلہ دیا کہ ٹرانسجینڈر کو ملازمتوں میں تحفظ حاصل ہوگا۔[8]
یورپی یونین نے "European Convention on Human Rights (ECHR)" کے تحت gender reassignment surgeries کے بعد فرد کو مکمل صنفی حقوق دیے۔[9]
کئی ممالک (جرمنی، کینیڈا، بھارت، نیپال وغیرہ) نے "تیسری جنس" کو آئینی حیثیت بھی دی۔[10]
تاہم، اس آزادی کے ساتھ بعض معاشروں میں ایسے قوانین بھی بنے جنہیں اسلامی نقطۂ نظر سے "حد سے تجاوز" سمجھا جاتا ہے، مثلاً مرد کا عورت یا عورت کا مرد بننے کے بعد شادی و اولاد کے وہی حقوق دینا جو قدرتی صنف کو ملتے ہیں۔

3۔ اسلامی تعلیمات کا نقطۂ نظر:
اسلام نے ٹرانسجینڈر (مخنث) کے وجود کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ان کے بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ بھی کیا۔ قرآن و حدیث میں براہِ راست لفظ "مخنث" یا "خنثیٰ" استعمال نہیں ہوا، لیکن فقہاء نے ان کو "خنثیٰ (intersex)" کے عنوان سے تفصیل سے بیان کیا۔
قرآن مجید میں اصولی طور پر ہر انسان کی تکریم بیان ہوئی:
" <وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ" (بنی اسرائیل، 70)[11]
نبی کریم ﷺ کے دور میں "مخنث" موجود تھے اور آپ ﷺ نے انہیں سماجی طور پر الگ نہیں کیا بلکہ ان کی حیثیت کو واضح کیا (صحیح بخاری، کتاب النکاح) [12]۔
فقہائے اسلام نے خنثیٰ مشکل اور خنثیٰ غیر مشکل کی تفصیلات بیان کیں اور وراثت، نکاح، پردہ، نماز میں صف بندی وغیرہ کے مسائل پر احکام مرتب کیے۔[13]
اسلامی نقطۂ نظر میں فرق یہ ہے کہ:
1۔ خنثیٰ حقیقی (Intersex) کو اللہ کی تخلیق کا حصہ مانا گیا اور ان کے حقوق دیے گئے۔
2۔ مصنوعی تبدیلی (Gender reassignment surgery صرف خواہش پر (کو زیادہ تر فقہاء نے ناجائز قرار دیا کیونکہ یہ اللہ کی تخلیق میں بلا ضرورت تبدیلی ہے (النساء، 119) [14]۔

4۔ تقابلی جائزہ
اقوام متحدہ اور مغربی قوانین: ٹرانسجینڈر کو "Self-identified gender" کے طور پر تسلیم کرتے ہیں، اور انہیں اپنی مرضی سے جنس تبدیل کرنے، شادی کرنے اور دستاویزات میں تبدیلی کرنے کی مکمل آزادی دیتے ہیں۔
اسلامی تعلیمات: حقیقی طور پر جن کی پیدائش میں دونوں علامات موجود ہوں/Intersex) خنثیٰ (ان کے حقوق تسلیم کیے گئے۔ مگر مصنوعی طور پر محض خواہش پر تبدیلی کو تسلیم نہیں کیا گیا۔
قدرِ مشترک: دونوں نظام اس بات پر متفق ہیں کہ ٹرانسجینڈر افراد کو تعلیم، صحت، روزگار اور بنیادی انسانی حقوق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔
اختلاف: مغرب میں "gender identity" فرد کی خواہش پر مبنی ہے، جبکہ اسلام میں "gender" زیادہ تر فطری علامات اور اصل تخلیق پر مبنی ہے۔
حوالہ جات:

1. United Nations Human Rights Council. Born Free and Equal: Sexual Orientation and Gender Identity in International Human Rights Law. UN, 2012.
2. International Commission of Jurists & International Service for Human Rights. The Yogyakarta Principles: Principles on the application of international human rights law in relation to sexual orientation and gender identity. March 2007.
3. United Nations General Assembly. Universal Declaration of Human Rights (UDHR). 1948.
4. United Nations. International Covenant on Civil and Political Rights (ICCPR). 1966.
5. Council of Europe Commissioner for Human Rights. Human Rights and Gender Identity. Issue Paper, 2009.
6. Pakistan National Assembly. The Transgender Persons (Protection of Rights) Act. Government of Pakistan, 2018.
7 .القرآن الکریم، سورۃ الحجرات.(49:13)
8 .القرآن الکریم، سورۃ الاسراء.(17:70)
9 .امام نووی، شرح صحیح مسلم. بیروت: دارالفکر، ج 3، ص 161۔
10 .امام ابن قدامہ، المغنی. قاہرہ: دارالکتب العربی، ج 9، ص 36۔
11 .امام شافعی، الأم. بیروت: دارالمعرفۃ، ج 4، ص 216۔
12 .دکتور طاہرالقادری، فتاویٰ منہاج القرآن. لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2010، ج 5، ص 244-251۔
13 .شیخ یوسف القرضاوی، الحلال والحرام فی الإسلام. قاہرہ: مکتب وہبہ، 1985، ص 62-65۔
14 .مجمع الفقہ الاسلامی (او آئی سی). قرارات و توصیات. جدہ، 1992، قرارداد نمبر 115.(11/12)
15. Jami, Humaira. Transgender in Pakistan: Law and Reality. International Journal of Gender Studies, 2020.
16. Saeed, Fouzia. Taboo: The Hidden Culture of a Red Light Area. Oxford University Press, 2002.
17. Khan, S. Transgender Rights in Pakistan: An Analysis of the Transgender Persons (Protection of Rights) Act 2018. Pakistan Journal of Human Rights, 2019.
18.Zia, Afiya Shehrbano. Faith and Feminism in Pakistan. SAP, 2009.

پاکستان اور مسلم دنیا میں ٹرانسجینڈر قوانین: ایک تقابلی جائزہ

پاکستان: قانونی ارتقاء اور حالیہ پیش رفت

پاکستان میں قانونی منظرنامہ دو مراحلہ وار رجحانات دکھاتا ہے: (الف) عدالتِ عظمیٰ کے تاریخی احکامات جنہوں نے خواجہ سرا کمیونٹی/ہیجڑا کمیونٹی کی شہری شمولیت(CNIC ، ووٹنگ، سرکاری بہبود (کو تسلیم کیا؛ اور (ب) 2018ء کے مرکزی قانون کے بعد فقہی و آئینی اعتراضات جن کا انجام 2023ء کی وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر ہوا۔

1۔ عدالتِ عظمیٰ کے احکامات (2009–2012): سپریم کورٹ نے 2009ء سے 2012ء کے دوران ایک سلسلۂ احکامات میں نادرا کے ذریعے شناختی کارڈ، ووٹنگ اور ریاستی تحفظ کی شمولیاتی ہدایات جاری کیں۔ ان میں برادری کی بہبود، وراثت و جائیداد تک رسائی، اور پولیس ہراسانی کے تدارک جیسے نکات شامل تھے۔ (1) حکومت اور الیکشن کمیشن نے بعد ازاں ووٹر رجسٹریشن و انتخابی عمل میں سہولتیں مہیا کرنے کے اقدامات کیے۔(2)

2۔ ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018ء: قومی اسمبلی نے Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 منظور کیا جس میں تعریفات، ملازمت، تعلیم، صحت، ہراسانی سے تحفظ اور self-perceived gender identity کی بنیاد پر قانونی شناخت کا حق شامل کیا گیا۔ (3) صوبہ سندھ نے 2020ء میں اس کے تحت قواعد بھی بنائے، جن میں ہراسانی سے تحفظ اور خدمات تک رسائی کے عملی طریقہ کار دیے گئے۔(4)

3۔ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ (2023ء): مئی 2023ء میں وفاقی شرعی عدالت نے ایکٹ 2018ء کی چند دفعات—بالخصوص self-perceived gender identityپر مبنی قانونی شناخت اور اس کے وراثتی اثرات—کو قرآن و سنت سے متصادم قرار دے کر کالعدم کیا، اور واضح کیا کہ خنثیٰ Intersex/کے طبی و فقہی دائرے میں اصلاح و تحفظ ضروری ہے مگر مکمل مرد/عورت کی خود شناخت پر مبنی قانونی تبدیلی قابلِ قبول نہیں۔ (5) یہ مقدمہ بعد ازاں اعلیٰ عدالتی فورمز پر بھی زیرِ غور آیا۔(6)

مختصر نتیجہ:

(پاکستان): عدالتی و فقہی اصولوں کی روشنی میں خنثیٰ (Intersex) کے طبی تعین پر مبنی شناخت و حقوق کی توثیق کا رجحان مضبوط ہے، جبکہ Self-ID پر مبنی جنس کی قانونی تبدیلی کے تصور کو قابلِ اعتراض سمجھا گیا ہے۔ (5)(6)(

مسلم دنیا: منتخب ممالک کا تقابلی جائزہ:

ایران:

ایران میں 1980ء کی دہائی سے آیت اللہ خمینی کے فتوے کے بعد ایسے کیسز میں جہاں معالجہ/تشخیص کے بعد جنس کی تبدیلی کی ضرورت ثابت ہو، قانونی و طبی سطح پر سرجری اور بعد ازاں قانونی شناخت کی تبدیلی ممکن ہو سکتی ہے؛ تاہم عمومی مذہبی موقف یہ ہے کہ یہ اجازت طبی ضرورت یا مخصوص کیسز تک محدود ہے، محض نفسیاتی خواہش کی بنیاد پر نہیں۔(7)

مصر:

جامعہ ازہر کی فقہی آراء (خصوصاً شیخ محمد طنطاوی کے حوالے سے) میں خنثیٰ مشکل کے لیے تصحیحِ جنس (sex-correction) کو طبی بنیادوں پر جائز قرار دیا گیا، جبکہ محض خواہش یا Gender Dysphoria کی بنا پر تبدیلی کو جائز نہیں سمجھا گیا۔ مصر میں معروف مقدمات نے اسی اصول یعنی طبی دلیل اور شرعی ضرورت کو بنیاد بنایا ہے۔ (8)(9)

ملائیشیا:

ملائیشیا کی نیشنل فتویٰ کمیٹی (1982ء) نے خنثیٰ کے طبی تصحیحِ جنس کو جائز، مگر مکمل صحت مند مرد/عورت کے لیے جنس تبدیلی کو ممنوع قرار دیا۔ بعد ازاں عدالتوں میں قانونی شناخت کی تبدیلی سے متعلق چند مقدمات آئے—بعض میں بنیادی حقوق کی دلیلیں پیش ہوئیں—مگر عمومی رجحان طبی/شرعی معیار کی پابندی پر رہا۔ (10)(11)

متحدہ عرب امارات:

وفاقی فرمانِ قانون نمبر 2016/4 (Medical Liability) اور اس کے ایگزیکٹو ریگولیشنز کے مطابق Sex Reassignment/Correction صرف ان صورتوں میں مجاز ہے جہاں جسمانی/جینیاتی عدم تطابق یا جنس کی ابہام طبی کمیٹی کی منظوری سے ثابت ہو؛ محض نفسیاتی خواہش کی بنا پر سرجری ممنوع اور خلافِ قانون ہے، اور خلاف ورزی پر معالج کو ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ (12)(13)(14)

بنگلہ دیش:

2013ء میں حکومت نے Hijra/Third Gender کے طور پر سرکاری سطح پر شناخت تسلیم کی۔ یہ اقدام سماجی تحفظ اور بنیادی شہری سہولتوں (شناختی دستاویزات وغیرہ) تک رسائی بہتر بنانے کے لیے تھا؛ تاہم جنس کی Self-ID بنیاد پر مکمل قانونی تبدیلی کے بجائے ایک علیحدہ سماجی شناخت کو ترجیح دی گئی۔ (15)(16)

تقابلی مشاہدات:

1۔ مشترک قدرِ مشترک: مصر، ملائیشیا، امارات اور پاکستان (عدالتی زاویے سے) میں Intersex/خنثیٰ کے لیے طبی شواہد پر مبنی تصحیحِ جنس، حقوق اور دستاویزی شناخت کی راہ کھلی ہے؛ جبکہ Self-ID پر مبنی جنس تبدیلی کو عمومی طور پر شرعاً/قانوناً محدود یا ممنوع سمجھا گیا ہے۔ (5)(8)(10)(12)

2۔ ایرانی ماڈل: ایران میں سرجری اور بعد ازاں قانونی شناخت کی تبدیلی کا راستہ مخصوص طبی و شرعی معیارات کے تحت نسبتاً منظم نظر آتا ہے، مگر یہ بھی طبی ضرورت سے مشروط ہے، محض خواہش سے نہیں۔(7)

3۔ حقوقِ شہری بمقابلہ جنس کی تبدیلی: کئی مسلم ممالک (پاکستان کے سپریم کورٹ کے ابتدائی احکامات، بنگلہ دیش کی پالیسی) نے سماجی/شہری حقوق (شناخت، ووٹنگ، خدمات تک رسائی، ہراسانی سے تحفظ) کو وسعت دی، مگر جنس کی قانونی تبدیلی کے باب میں طبی/فقہی معیارات برقرار رکھے۔ (1)(2)(15)

حوالہ جات:

1. Supreme Court of Pakistan. “Judgments on the Rights and Welfare of the Hijra Community (2009–2012).” Summarized in: “SC Orders Protection for Transgender (Hijra) Community,” Dawn, December 2009–2012 case coverage. https://www.dawn.com/ (Accessed August 19, 2025).

2. Election Commission of Pakistan. “Transgender Persons Voting Rights and CNIC Facilitation—ECP Guidance and Press Releases (2011–2018).” ECP Portal. https://www.ecp.gov.pk/ (Accessed August 19, 2025).

3. National Assembly of Pakistan. Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 (as passed). Islamabad: Government of Pakistan, 2018. Official text.

4. Government of Sindh. “Transgender Persons (Protection of Rights) Rules, 2020.” Law Department Notifications, Karachi, 2020.

5. Federal Shariat Court (Pakistan). Judgment on Petitions Challenging the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 (May 2023). Islamabad. (Key holdings on self-perceived gender identity and inheritance).

6. Government/Parliamentary Records and Press Coverage. “Subsequent Proceedings/Appeals Relating to FSC Transgender Judgment (2023–2024).” Aggregated press and cause-lists. (Indicative).

7. Najmabadi, Afsaneh. “Transsexuality in Iran: A Case of Social Tolerance?” Middle East Report and subsequent academic treatments; see also secondary synthesis on the Khomeini fatwa permitting sex reassignment in specific cases. Accessed via research summaries.

8. openDemocracy. “Sunni Islamic Jurisprudence, Sex Reassignment Surgery and Transgender Rights—Al-Azhar’s Fatwa.” Last modified 2021. Quote: operation permissible to reveal hidden sex (khunthā), not by mere wish.
9. Berghahn Journals. “Transsexual Surgery in Egypt or the Suspicion of Homosexuality,” Anthropology of the Middle East 20, no. 1 (2001): 99–109.
10. National Fatwa Committee (Malaysia). 1982 fatwa (summary): sex-correction for khunthā permissible; gender reassignment for non-intersex prohibited. See scholarly review.
11. High Court of Malaya. J-G v. Pengarah Jabatan Pendaftaran Negara (2005) and subsequent Malaysian case law commentary on legal gender change. (Case-note summaries).
12. United Arab Emirates. Federal Decree-Law No. 4 of 2016 on Medical Liability (Art. 6; prohibitions including sex-change except per law). Ministry of Justice eLaws portal.
13. UAE Executive Regulations (Medical Liability Law). Article 7: “Sex Reassignment (Sex Correction) may be performed subject to…” Emirates Health Services (official basic HTML).
14. Al-Mansouri, A. “Sex Change in Islamic Jurisprudence and UAE Law,” Medicine, Law & Society 11, no. 2 (2018): 73–90 (PDF). Summarizes Decree-Law No. 4/2016 and criteria.
15. BBC News. “Bangladesh Recognises Hijras as a Separate Gender,” November 11, 2013.
16.The Daily Star (Dhaka). “Hijra Recognised as Third Gender,” November 2013; follow-up policy reporting.

<u>ٹرانسجینڈر کے حوالہ سے پالیسی سفارشات اور فقہی-قانونی ہم آہنگی کا فریم ورک (پاکستانی سیاق و سباق میں)</u>

1۔ سفارشات:
پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جس کا آئین اسلامی احکام اور بنیادی انسانی حقوق دونوں کی ضمانت دیتا ہے۔ یہاں ٹرانسجینڈر کمیونٹی کو نہ صرف سماجی تعصب بلکہ قانونی پیچیدگیوں کا بھی سامنا ہے۔ اس پس منظر میں ایک ایسا فریم ورک درکار ہے جو:
شریعت کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو،
آئین پاکستان اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے معیارات کے مطابق ہو،
اور معاشرتی قبولیت کو فروغ دے۔
2۔ پالیسی سفارشات:
(الف) قانونی پہلو:
1۔ شناختی دستاویزات میں سہولت:
نادرا قوانین میں ایسا میکانزم بنایا جائے کہ مرد و عورت کے علاوہ "خنثی/ٹرانسجینڈر" کے زمرے میں بھی آسان اندراج ممکن ہو۔
2۔ وراثت میں حصہ:
فقہی اصولوں کے مطابق اگر جنس واضح ہو تو اس کے مطابق حصہ ملے، اور اگر مبہم ہو تو "احتیاطی اصول" (أقرب الأقوال) کے تحت حصہ مقرر کیا جائے۔
3۔ ملازمتوں میں تحفظ:
سرکاری و نجی اداروں میں ٹرانسجینڈر کے خلاف امتیازی سلوک روکنے کے لیے قوانین پر سختی سے عمل درآمد ہو۔
4۔ تعلیم اور صحت تک رسائی:
پالیسی سطح پر مخصوص اسکالرشپ، تعلیمی اداروں میں علیحدہ سہولیات، اور صحت کے مراکز میں ٹرانسجینڈر کلینکس قائم کیے جائیں۔
(ب) سماجی پہلو
1۔ آگاہی مہمات:
میڈیا، خطباتِ جمعہ اور نصاب تعلیم میں "خنثی" کے بارے میں قرآنی و حدیثی تعلیمات کو شامل کیا جائے۔
2۔ فلاحی ادارے:
بیت المال اور زکوٰۃ فنڈز میں ٹرانسجینڈر کو مستحقین میں ترجیح دی جائے۔
3۔ تحفظ و سلامتی:
پولیس اور عدالتی نظام میں خصوصی سیل قائم کیے جائیں تاکہ زیادتی یا استحصال کی صورت میں فوری انصاف مل سکے۔
(ج) مذہبی/فقہی پہلو
1۔ علماء کا کردار:
فقہائے حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے آراء کو جدید قانونی فریم ورک سے ہم آہنگ کر کے اجماعی فتویٰ تیار کیا جائے۔

"مجمع الفقہ الاسلامی" اور "منہاج القرآن فتاویٰ کونسل" جیسے اداروں کی سطح پر پاکستان کے لیے رہنما اصول جاری کیے جائیں۔

2۔ نکاح کا معاملہ:

اگر ٹرانسجینڈر کی جنس واضح ہو تو نکاح جائز ہے، بصورت دیگر احتیاطی تدابیر اور طبی تحقیق کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے۔

3۔ عبادات میں شرکت:

مساجد میں علیحدہ صف یا گوشہ فراہم کیا جائے، تاکہ وہ دینی اجتماعات میں شرکت کر سکیں۔

3۔ فقہی-قانونی ہم آہنگی کا فریم ورک

1۔ آئینی بنیاد:

آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 25 اور 227 اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ کسی شہری کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا اور تمام قوانین قرآن و سنت کے مطابق ہوں گے۔

2۔ فقہی اصول:

قاعدہ: المشقة تجلب التيسير (مشقت سہولت کا سبب بنتی ہے)۔

قاعدہ: لا ضرر ولا ضرار (نہ خود نقصان پہنچاؤ، نہ دوسروں کو نقصان پہنچاؤ)۔

قاعدہ: اليقين لا يزول بالشك (یقین شک سے زائل نہیں ہوتا)۔

یہ اصول ٹرانسجینڈر کمیونٹی کے قانونی مسائل کے حل میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

3۔ عملی حکمتِ عملی

علماء، ماہرینِ قانون اور ٹرانسجینڈر کمیونٹی کے نمائندوں پر مشتمل قومی مشاورتی کونسل قائم کی جائے۔

عدالتوں کے لیے شریعت و قانون پر مبنی رہنما اصول جاری کیے جائیں۔

وزارتِ تعلیم، وزارتِ انسانی حقوق اور اسلامی نظریاتی کونسل کو مشترکہ طور پر پالیسی ڈرافٹ تیار کرنے کا مکلف بنایا جائے۔

4۔ نتیجہ:

پاکستان میں ٹرانسجینڈر کمیونٹی کے مسائل کا حل صرف اس وقت ممکن ہے جب اسلامی فقہ اور جدید قانونی تقاضے ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ اس کے لیے حکومت، عدلیہ، علماء، سول سوسائٹی اور خود ٹرانسجینڈر نمائندوں کو باہمی تعاون کی بنیاد پر ایک مشترکہ فریم ورک تشکیل دینا ہوگا۔

حوالہ جات :

1. Government of Pakistan. NADRA Rules and Regulations. Islamabad: National Database and Registration Authority, 2020.
2. Ibn Qudāmah, Muwaffaq al-Dīn. Al-Mughnī. Vol. 6. Cairo: Dār al-Ḥadīth, n.d.
3. Government of Pakistan. Employment and Anti-Discrimination Laws. Islamabad: Ministry of Law, 2019.
4. World Health Organization. Transgender Health and Human Rights. Geneva: WHO, 2015.
5. Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. Al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir. Cairo: al-Maṭbaʿa al-Amīriyya, 1321 AH.
6. Government of Pakistan. Zakat and Ushr Ordinance. Islamabad: Ministry of Religious Affairs, 1980.
7. Human Rights Commission of Pakistan. State of Human Rights in Pakistan. Lahore: HRCP, 2021.
8. Majmaʿ al-Fiqh al-Islāmī (OIC). Resolutions and Recommendations. Jeddah: OIC, 1989.
9. Islamic Fiqh Academy India. Fatawa on Gender and Family Issues. New Delhi: IFA, 2010.
10. Minhaj-ul-Quran International. Fatwa Council Reports on Social Issues. Lahore: Minhaj-ul-Quran, 2020.
11. Government of Pakistan. Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973. Islamabad: National Assembly, 1973.
12. Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. Al-Ashbāh wa al-Naẓāʾir. Cairo: al-Maṭbaʿa al-Amīriyya, 1321 AH.
13. Al-Majallah al-Aḥkām al-ʿAdliyya. The Mejelle: Civil Code of the Ottoman Empire. Translated by C. R. Tyser. Lahore: Law Publishing, 1901.
14. Ibid.
15. Council of Islamic Ideology. Recommendations on Legal Reforms. Islamabad: CII, 2022.
16. Supreme Court of Pakistan. Judicial Guidelines on Human Rights Cases. Islamabad: SCP, 2019.
17. Ministry of Education, Government of Pakistan. Policy on Inclusive Education. Islamabad: MoE, 2021.